٢٤

بالأردية

المملكة العربية السعودية

الرئاسة العامة لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوي

وكالة الرئاسة العامة لشؤون المسجد النبوي

ہجری سال کے آغاز
عید میلاد النبی ﷺ
عیسوی سال کے آغاز
اور نصاری کے تہوار
کے مواقع پر خوشی منانے کا حکم

علماء کی ٹیم

حُكم الاحتفال
برأس السنة الهجرية وبمولد النّبي ﷺ
وبرأس السنة الميلادية وبأعياد النّصارى

لمجموعة من العلماء

(باللغة الأردية)

اعتنى بجمعها

أبو محمد يوسف بن زين الله العطير

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ تعالی کیلیے ہیں، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں، ہم اپنے نفس کے شر سے اور برے اعمال سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ تعالی جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور وہ جسے گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ﴾ (نساء:۱)

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝٧٠ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴾ (احزاب:۷۰-۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تمہاری موت اسلام کی حالت میں آئے۔

اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، پھر اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو (دنیا میں) پھیلا دیا، اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور قطع رحمی سے بچو، یقیناً اللہ تعالی تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچی بات کہو، وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا، اور تمہاری خطاؤں کو بخش دے گا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو وہ کامیاب و کامران ہو گیا۔

حمد وصلاۃ کے بعد: سب سے سچی بات اللہ تعالی کی کتاب ہے، اور سب سے بہتر طریقہ نبی ﷺ کا طریقہ ہے، سب سے بری چیز دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے، ہر نئی بات بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا انجام دوزخ ہے۔

سب سے اچھی چیز جس کے ذریعے ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ایسی سچی خیر خواہی ہے جس کا مقصد اللہ تعالی سے ثواب کی امید اور مسلمانوں کی حالات کا اصلاح ہو۔

اللہ تعالی نے نبی ﷺ کے ذریعے اپنے دین کو مکمل کر دیا ہے، جسے نیک و پاکباز صحابہ

کرام نے اچھی طرح سمجھا اور ان کے بعد آنے والے امت کے نیک لوگوں نے ان کی پیروی کی، چنانچہ انہوں نے ہدایت اور دلیل پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالی کے ان فرمودات کو بجالایا: ﴿ لَّقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسۡوَةٌ حَسَنَةٞ ﴾ "(مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے، (احزاب:۲۱)، ﴿ قُلۡ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِي ﴾ "آپ ان سے کہہ دیجئے کہ: میری راہ یہی ہے۔ میں اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ ۔" (یوسف: ۱۰۸)، ﴿ فَإِنۡ ءَامَنُواْ بِمِثۡلِ مَآ ءَامَنتُم بِهِۦ فَقَدِ ٱهۡتَدَواْ ﴾ "اگر یہ اہل کتاب ایسے ہی ایمان لائیں جیسے تم لائے ہو تو وہ بھی ہدایت پا لیں گے اور اگر اس سے منہ پھیریں تو وہ ہٹ دھرمی پر اتر آئے ہیں۔" (بقرہ:۱۳۷)۔

یہ محکم دین ہے جو ہر دور اور ہر جگہ کیلیے مناسب ہے، نیز تمام ادوار اور زمانوں میں تمام انسانوں کیلیے راہ ہدایت ہے۔

اللہ تعالی کے دین میں جن نئی چیزوں کا اضافہ کیا گیا ہے، ان میں وہ تہوار اور عیدیں ہیں جن کی شریعت میں کوئی اصل اور بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ عیدیں یہود ونصاری اور دیگر ادیان باطلہ کے متبعین سے متاثر ہونے کے نتیجے میں وجود میں آئی ہیں، جنہوں نے اللہ تعالی کے دین میں ایسی چیزیں ایجاد کر رکھی ہیں جن کو اس نے مشروع نہیں کیا تھا، نیز انہوں نے اللہ تعالی، انبیا اور رسولوں پر جھوٹا بہتان لگایا، اپنی مرضی اور خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اپنے دین کے اندر شریعت سازی کی اور مختلف تہوار ایجاد کیے جن کی ان کے اصل دین میں کوئی بنیاد نہ تھی، بلکہ یہ سب شیطان کی چال تھی جس نے ان کے سامنے ان چیزوں کو مزین کر کے پیش کیا اور من گھڑت تہوار پیش کیا۔

ہمارے دین میں دو عظیم عیدیں مشروع ہیں جنہیں منایا جاتا ہے، اور امت مسلمہ جن میں خوشیاں مناتی ہے، ان میں سے ایک عید الفطر ہے جسے ماہ رمضان کی تکمیل پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ اور دوسری عید الاضحی ہے جسے فریضۂ حج کی ادائیگی پر اللہ تعالی کے شکر اور اس عظیم قربانی کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے جو ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان کے علاوہ جو بھی دیگر ایجاد کردہ عیدیں ہیں وہ سب باطل ہیں۔

مسلمان ان اصولوں پر سختی سے قائم رہے جن کے بدولت اللہ تعالی نے انہیں نور وہدایت اور صراط مستقیم کی نعمت سے سرفراز کر کے عزت بخشی تھی، یہاں تک کہ ان کے اندر بدعت کا دروازہ کھل گیا، فاطمیوں اور عبیدیوں کے عہد حکمرانی میں بدعات کا سلسلہ مزید دراز ہوتا گیا، کیونکہ عبیدیوں نے جو کہ اپنے آپ کو جھوٹے طور پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں، مصر میں عیسائیوں سے میل جول اور متاثر ہونے کی وجہ سے ان کی بہت ساری عادات اور تقالید کو اپنالیا، اور ان چیزوں میں انہوں نے نصاری کی تقلید کی اور ان کی مشابہت اختیار کی اور ان عادات وتقالید کو دین میں

شامل کر دیا، اس طرح ان لوگوں نے اسلام میں بہت ساری عیدوں کو داخل کر دیا، جن کی اللہ کی جانب سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

ان کی ایجاد کردہ عیدوں میں عید میلاد النبی ہے، جسے انہوں نے نصاری کے کرسمس منانے کی تقلید کرتے ہوئے منانا شروع کیا۔

ان کی ایجاد کردہ دوسری عید: ہجری سال کے شروع میں عید منانا ہے۔

ان کی ایجاد کردہ تیسری اور سب سے بڑی عید: نصاری کی مشابہت اور تقلید میں عیسوی سال کے شروع میں عید منانا ہے۔

آج کے جدید دور میں ٹکنالوجی اور سوشل میڈیا کی وجہ سے یہود و نصاری، اہل بدعت اور باطل ادیان کے منحرف افکار و نظریات بہت تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ اور مسلمان دین اسلام، عقیدہ صحیحہ اور دشمنان اسلام کی سازشوں سے عدم واقفیت کے سبب ان سے بہت زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ لوگ دین اسلام کو سمجھے بغیر اور علم شرعی میں پختگی حاصل کیے بغیر بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

چنانچہ میں نے ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ان مسائل (ہجری سن کے آغاز میں خوشیاں منانے، عید میلاد النبی منانے، عیسوی سال کے آغاز میں خوشیاں منانے اور عیسائیوں کے مذہبی تہوار منانے) کے بارے میں مختلف ادوار و ممالک کے ان اہل علم کے فتاؤوں کو جمع کیا ہے جن کے علم کا مصدر و منبع کتاب و سنت ہے۔ تاکہ لاعلموں کیلیے تعلیم ہو، غفلت میں ڈوبے لوگوں کیلیے تنبیہ کا سامان ہو اور مسلمانوں کے درمیان علم کی نشر و اشاعت کے خواہشمند اہل بصیرت کے علم میں اضافے کا باعث ہو۔ اس علمی مواد کو اکٹھا کرنے میں بعض علم دوست طلبہ نے میری مدد کی ہے، اللہ تعالی انہیں بہتر بدلہ دے، اور ان کے علم میں برکت عطا فرمائے۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتابچے کو عام مسلمانوں کیلیے مفید بنائے، اور اسے ارادہ، صالح نیت، علم، عمل اور تعلیم ہر اعتبار سے مقبولیت عطا فرمائے۔

اللہ ہی نیتوں کا مالک ہے اور وہی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے۔

آپ کا خیر اندیش: ابو محمد

پہلا مسئلہ: ہجری سال کے آغاز میں خوشیاں منانا۔

علامہ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے ہجری سال کے آغاز میں خوشیاں منانے اور اس مناسبت سے ایک دوسرے کو تحفے تحائف کے تبادلے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کا کیا حکم ہے؟

تو شیخ نے یہ جواب دیا:

"کسی عید کیلیے ایام، مہینے یا سالوں کو خاص کرنے کی بنیاد کتاب وسنت ہونی چاہیے نہ کہ لوگوں کی عادات، اسی لیے جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہل مدینہ دو مخصوص ایام میں کھیل کود کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے پوچھا: "یہ کون سے دو دن ہیں؟" تو انہوں نے کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں ان دو دنوں میں کھیل کود کیا کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے تمہارے ان دو دنوں کو ان سے بہتر دو دنوں سے بدل دیا ہے، وہ ہیں عید الاضحی اور عید الفطر" (احمد، ابوداؤد، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے)۔

اسلام میں عیدوں کی تعیین اگر عادات کی بنیاد پر ہوتی تو لوگ ہر بڑے واقعے کیلیے عید متعین کر لیتے، پھر شرعی عیدوں کا کوئی فائدہ ہی باقی نہ رہتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ لوگ جو سال کے آغاز میں عید مناتے ہیں تو یہ عیسائیوں کی تقلید اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے ہے؛ کیونکہ وہ لوگ ہر عیسوی سال کے آغاز میں عید مناتے ہیں، اور یہ چیز ماہ محرم میں خوشیاں منانے کی حرمت کی دوسری وجہ ہے۔"

ماخذ: شیخ عثیمین رحمہ اللہ کے فتاوی اور رسائل کا مجموعہ (۱۶/ ۲۰۳-۲۰۴)

نئے ہجری سال میں مبارکباد دینے کا حکم:

دائمی کمیٹی برائے ریسرچ وفتاوی (سعودی عرب) سے درج ذیل سوال پوچھا گیا کہ:

کیا غیر مسلموں کو نئے عیسوی سال، نئے ہجری سال یا عید میلاد النبی کی مبارکباد دینا جائز ہے؟

تو کمیٹی نے یہ جواب دیا:

"ان مناسبات میں مبارکباد پیش کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان میں خوشیاں منانا شریعت سے ثابت نہیں۔ وباللہ التوفیق۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔"

ماخذ: فتاوی دائمی فتوی کمیٹی، (۲۷/ ۴۵۴)

دوسرا مسئلہ: عید میلاد النبی ﷺ منانے کا حکم:

ا۔ شیخ امام ابو حفص تاج الدین فاکہانی اسکندری مصری مالکی (متوفی سنہ ۷۳۴ ہجری) رحمہ اللہ عید میلاد النبی اور اس کے حکم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"مجھے کتاب وسنت میں اس عید میلاد النبی کی کسی دلیل کا علم نہیں ہے، اور نہ ہی علمائے امت میں سے ایسے کسی عالم کا کوئی عمل منقول ہے، جو کہ دین میں نمونہ اور آئیڈیل کی حیثیت رکھتے ہیں، اور متقدمین کے آثار کو لازم پکڑتے ہیں، بلکہ یہ بدعت ہے، جسے باطل پرست، اور نفس پرست لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ اگر ہم اسے شریعت کے احکام خمسہ کے اصولوں پر پرکھیں تو یا تو یہ واجب ہوگی، یا مستحب ہوگی، یا مباح ہوگی، یا مکروہ ہوگی، یا پھر حرام ہوگی!!

اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ یہ واجب نہیں ہے، اور نہ ہی یہ مستحب ہے، کیونکہ مستحب ایسی چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے کرنے کا مطالبہ شریعت نے کیا ہو، اور اس کے نہ کرنے پر کوئی مذمت بھی نہ ہو، اور اس (عید میلاد النبی) کے بارے میں شریعت نے اجازت نہیں دی ہے، اور -میرے علم کی حد تک- نہ ہی صحابہ کرام یا تابعین یا باشرع علما کا اس پر عمل ہے، اور اگر کل قیامت کے دن مجھ سے سوال کیا جائے تو میرا یہی جواب ہوگا۔

اور نہ ہی یہ (عید میلاد النبی) مباح ہوسکتی ہے، کیونکہ دین میں نئی چیز ایجاد کرنا بالاجماع مباح نہیں ہے۔

اب دو ہی صورت بچتی ہے کہ یا تو وہ مکروہ ہے یا حرام، لہذا اس سلسلے میں دو فصلوں میں گفتگو کی جائے گی، اور دونوں حالتوں کے درمیان فرق واضح کیا جائے گا:

پہلی حالت: یہ ہے کہ آدمی عید میلاد النبی منانے کے لیے اپنے اہل وعیال اور دوستوں پر اپنے مال میں سے خرچ کرے، اور خوشی کی اس محفل میں کھانے پینے کے علاوہ کوئی گناہ کا کام نہ انجام دے۔ تو ایسی صورت کو ہم مکروہ بدعت سے تعبیر کریں گے، کیونکہ متقدمین اہل اسلام میں سے کسی نے بھی اس عمل کو انجام نہیں دیا ہے، حالانکہ وہ امت کے بہترین فقہاو علما اور ہر دور اور ہر جگہ کیلیے تاج کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دوسری حالت: یہ ہے کہ اس محفل میں حرام ومنکرات کا ارتکاب کیا جائے، اور اس کے انعقاد کیلیے ذمہ دار افراد کی طرف سے عوام سے مال طلب کیا جائے، اور مال دینے کے بعد انسان کا دل اس پر لگا رہے، اور اپنے دل میں ظلم کی ٹیس محسوس کرنے کی وجہ سے اسے تکلیف ہو۔ علمائے کرام رحمہم اللہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں: "باحیا لوگوں سے مال طلب کرنا ظلما مال لینے کے مترادف ہے، خصوصا جب کہ اس میں گانا اور دیگر باطل وسائل کی شمولیت ہو، مثلا: ڈھول باجا، نوجوان لڑکیوں کی شمولیت، مردوں کا بے ریش لڑکوں یا رقاصاؤں سے میل جول، خواہ رقص کرنے کی صورت میں ہو یا نگرانی کی شکل میں، اسی طرح کمر لچکا کر اور میلان کے ساتھ رقص کرنا اور آخرت کے دن سے غافل ہو کر لہو ولعب میں ڈوب جانا، وغیرہ۔

اگر محفل میلاد کی یہ شکل ہو تو اس کی حرمت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور نہ ہی کوئی با مروت انسان اسے اچھا سمجھتا ہے، بلکہ یہ مردہ دل اور گناہوں میں ڈوبے

ہوئے انسانوں کا کام ہے، چہ جائیکہ ایسا کرنے والے اسے منکر اور حرام سمجھنے بجائے عبادت اور نیکی تصور کریں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون، سچ ہے کہ اسلام اپنے ابتدائی ایام میں اجنبی تھا، اور پھر وہ اپنے ابتدائی ایام کی طرح دوبارہ اجنبی بن جائے گا۔۔۔"

ماخذ: فاکہانی کی کتاب "المورد فی عمل المولد"

۲۔ شیخ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن علی حفار مالکی غرناطی، متوفی سنہ ۸۱۱ ہجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میلاد النبی کی رات میں سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور تابعین عظام عبادت کیلیے اکٹھا نہیں ہوتے تھے، اور نہ عام راتوں کے مقابلے میں اس رات کوئی زائد عبادت کرتے تھے، اور نبی ﷺ کی تعظیم مشروع طریقے سے ہی کی جائے گی، کیونکہ آپ ﷺ کی تعظیم تقرب الہی کے عظیم ترین وسائل میں سے ہے، اور اللہ تعالی کا تقرب مشروع طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے ممکن نہیں۔۔۔س کی دلیل یہی ہے کہ سلف صالحین اس رات کو دیگر راتوں کے مقابلے میں کوئی بھی زائد عبادت نہیں کرتے تھے۔

اور پھر خود نبی ﷺ کی ولادت میں اختلاف ہے؛ بعض اقوال کے مطابق آپ ﷺ کی ولادت رمضان میں ہوئی اور بعض کے مطابق ربیع الاول میں، اور تاریخ ولادت کے سلسلے میں چار اقوال ہیں۔ تو جس صبح کو نبی ﷺ پیدا ہوئے اگر اس کی رات کو عبادت کرنا مشروع ہوتا تو وہ رات معلوم و مشہور ہوتی، اور اس کی تعیین میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ دراصل تعظیم کی یہ زیادتی شریعت میں مطلوب ہی نہیں ہے،۔۔۔۔ اور اگر بغیر دلیل کے تعظیم کا دروازہ کھول دیا جائے تو کچھ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ: نبی ﷺ جس دن ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے وہ اسلام کے غلبے کا دن تھا، لہذا اس دن بھی اکٹھا ہو کر عبادت کی جائے۔ کچھ اور لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ جس رات نبی ﷺ کو اسرا و معراج کرایا گیا تھا اس رات میں نبی ﷺ کو جو شرف و عزت ملی تھی اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا لہذا اس رات بھی عبادت کی جائے۔ غرضیکہ یہ سلسلہ کہیں رکنے کا نام نہیں لے گا، اس لیے تمام بھلائیوں کی بنیاد سلف صالحین رحمہم اللہ کی اتباع اور پیروی ہے جنہیں اللہ تبارک وتعالی نے اپنے لیے چن لیا تھا، اس لیے ہم وہی کریں گے جو انہوں نے کیا، اور جس چیز کو انہوں نے چھوڑ دیا ہم بھی اسے چھوڑ دیں گے۔ اور جب ہم اس بات پر متفق ہوگئے تو یہ واضح ہو گیا کہ اس رات کو لوگوں کا اکٹھا ہونا شریعت میں مطلوب نہیں ہے، بلکہ اسے نہ کرنے کا حکم دیا جائے گا"۔

ماخذ: الونشریسی کی کتاب: المعیار المعرب "(۷/ ۹۹-۱۰۰)

۳۔ یمن کے مشہور عالم دین اور مجدد امام محمد بن علی شوکانی یمنی متوفی سنہ ۱۲۵۰ ہجری رحمہ اللہ سے میلاد النبی کے بارے میں سوال کیا گیا،

تو انہوں نے یہ جواب دیا:

"مجھے ابھی تک اس کے ثبوت پر کوئی دلیل نہیں ملی؛ نہ قرآن سے، نہ سنت سے، نہ اجماع سے، نہ قیاس سے، اور نہ استدلال سے، بلکہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ

یہ چیز نہ تو عہدِ خیر القرون میں تھی، نہ ان کے بعد کے زمانے میں اور نہ ہی ان کے بعد کے بعد کے زمانے میں، نیز اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اسے سب سے پہلے اربل کے والی سلطان المظفر ابو سعید کوکبور بن زین الدین علی بن سبکتگین نے ایجاد کیا تھا جنہوں نے قاسیون میں جامع مظفری کو آباد کیا تھا۔

اب ذرا ساتویں صدی ہجری میں عید میلاد النبی کی ابتدا پر غور کریں، یعنی سات سو سال کے بعد، اور مسلمانوں میں سے کسی نے بھی اس کے بدعت ہونے پر انکار نہیں کیا ہے۔

اس ثبوت کے بعد قاری کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسے بدعت تسلیم کرنے اور یہ جاننے کے باوجود کہ خود نبی ﷺ نے ہر قسم کی بدعت کو گمراہی قرار دیا ہے، اس کے جواز کے قائلین شریعتِ مطہرہ کے خلاف باتیں کر رہے ہیں، حالانکہ ان کے پاس بغیر دلیل کے بدعت کی تقسیم کرنے والوں کی تقلید کے علاوہ کوئی اور دلیل نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے ہم اس کے جواز کے قائلین کی کوئی بات نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ اس بدعت کو جسے وہ بھی بدعت تسلیم کر چکے ہیں، عام بدعت سے مستثنی کرنے کی کوئی دلیل نہ پیش کر دیں۔

صرف یہ کہنا کہ فلاں نے کہا ہے، فلاں نے اس کے جواز پر کتاب لکھی ہے، تو یہ ناقابل قبول ہے، کیونکہ حق لوگوں سے بہت اوپر کی چیز ہے، اور اگر ہم لوگوں کے اقوال کو بنیاد بنالیں، اور قیل و قال کی وادیوں میں ٹاپک ٹوئیاں مارنے لگیں تو جان لیں کہ اس کے جواز کے قائلین شذوذ اختیار کرنے والے محض چند لوگ ہیں۔

جبکہ پاکباز علما اور ان کے متبعین میں سے کسی نے اس کے جواز پر ایک حرف بھی نہیں کہا ہے، بلکہ اس بدعت کے ایجاد ہونے کے بعد متفقہ طور پر انہوں نے کہا ہے کہ یہ برائی تک پہنچانے کے قبیح ترین ذرائع میں سے ہے، اس لیے آپ دیکھیں گے کہ الحمد للہ یہ ملک صوفیوں کی تمام شعبدہ بازیوں سے محفوظ ہے، جن میں سے یہ (عید میلاد النبی) بھی ایک ہے۔

اس بدعت کو روکنے والے آخری خلیفہ مہدی لدین اللہ عباس بن منصور تھے، انہوں نے میلادوں پر روک لگادی، اور بہت سارے مزاروں کو توڑنے کا حکم دیا جن کے بارے میں عوام غلط اعتقادات رکھتے تھے۔ ہم اللہ تعالی سے امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دور کے خلیفہ منصور باللہ –حفظہ اللہ– کے دل میں بھی اپنے سلف صالح کی اقتدا کرنے کا الہام ڈال دے، کیونکہ یہاں بھی صورتحال کچھ اس طرح ہے، جیسا کہ شاعر نے کہا تھا:

میں راکھ کے ڈھیر میں چنگاری کی چمک کو دیکھ رہا ہوں

اور قریب ہے کہ وہ شعلہ بن کر بھڑک جائے

اور یہ بات معلوم ہے کہ بدعت آگ سے بھی زیادہ سرایت کرنے والی چیز ہے، خصوصا میلاد کی بدعت، کیونکہ عام لوگ بڑی رغبت کے ساتھ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، خصوصا جبکہ اہل علم و شرف کی ایک جماعت اس میں حاضر ہو اور حکومت وقت کی پشت پناہی حاصل ہو تو ایسی صورت میں ان کے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ شاید یہ بدعت سنت سے بھی زیادہ اہم ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

شریعت کو پامال کرنے والا عالم فساد کی جڑ ہے

اور اس سے بھی بڑی فساد کی جڑ نشہ آور جاہل ہے

یہ دونوں جہان والوں کیلیے بڑا فتنہ ہیں

خصوصا ان کیلیے جن کا دین ان لوگوں پر منحصر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فساد کے جن ذرائع سے عوام الناس کو محرمات کے ارتکاب کا موقع ملتا ہے وہ ان کی جانب تیزی سے مائل ہوتے ہیں، جیسے میلاد وغیرہ۔ اور جب اس قسم کی محفلوں میں مشہور اہل علم اور معزز افراد شریک ہوں تب تو وہ محرمات کو نیکی کی طرح انجام دیتے ہیں، اور جہالت و گمراہی کی وادیوں میں غوطہ لگاتے ہیں، اور اگر کوئی انکار کرتا ہے تو یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ ہمارے ساتھ فلاں فلاں معزز حضرات بھی تھے۔

آپ عام لوگوں کو چھوڑیں: بلکہ میرے پاس علوم الاجتہاد پڑھنے کیلیے ایک ممتاز طالب علم آیا، تو اس نے مجھے بتایا کہ اسی ماہ کی ایک رات کو میں میلاد کی بعض محفلوں میں شریک ہوا، تو مجھے بہت برا لگا اور تنگی محسوس ہونے لگی، پھر اس نے کہا کہ ہمارے ساتھ اس محفل میں فلاں فلاں معززین بھی تھے، تو میں نے پوچھا کہ ان معززین کی موجودگی میں کیا کیا ہوا؟ تو اس نے اس محفل کی تصویر کشی کرتے ہوئے کہا: ایک بازاری قسم کے آدمی نے میلاد پڑھنا شروع کیا جسے سن کر وہاں موجود معزز حضرات جھوم رہے تھے، یہاں تک وہ شخص گاتے ہوئے معززین میں سے ایک شخص کے پاس پہنچا، پھر جھٹ سے کھڑا ہو گیا، گویا کہ بندھی ہوئی رسی سے آزاد ہو گیا ہو، اور یہ کلمات کہنے لگا: خوش آمدید! اے میری آنکھوں کے نور، خوش آمدید! اس کے کھڑے ہوتے ہی معززین سمیت وہاں موجود سبھی لوگ کھڑے ہو گیے، اور کھڑے کھڑے چیخنے لگے، حاضرین میں ایک شخص تھک کر بیٹھ گیا تو ان معززین میں سے ایک نے غصے سے چیختے ہوئے اسے کہا: کھڑے ہو جاؤ، یہ کوئی تماشہ نہیں ہے۔ یعنی انہیں اس بات کا پورا یقین تھا کہ اس وقت نبی ﷺ ان کے پاس پہنچ چکے ہیں، پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا، پھر عوام کی ایک جماعت اپنے ہاتھوں میں مختلف قسم کی خوشبو لگا کر تیزی سے آئی، گویا کہ وہ نبی ﷺ کی موجودگی کے لمحے سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے، إنا للہ وانا إلیہ راجعون، کہاں گئی دینی غیرت! اگر وہ ختم ہو گئی تھی تو شرم وحیا، مروت اور عقل کہاں چلی گئی؟ تھوڑی دیر کیلیے مان لیتے ہیں کہ ان معززین کے سامنے کسی منکر کا ارتکاب نہیں ہوا جیسا کہ ان کا گمان ہے، لیکن کیا وہ نہیں جانتے ہیں کہ عوام اس چیز کو ہر منکر کے ارتکاب کا وسیلہ بنا لیں گے، اور ان کی موجودگی کو ہر منکر کے جواز کا ذریعہ بنا لیں گے، پھر اپنے میلادوں میں جن میں صرف نچلے درجے کے لوگ شامل ہوتے ہیں ہر قسم کے منکرات کا ارتکاب کریں گے، اور یہ کہیں گے کہ میلاد میں فلاں اور فلاں شریک ہوئے تھے، اور پھر صرف میلاد کا نام لے کر سب کچھ کریں گے۔

یہیں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جواز کے قائلین کا یہ نہایت غلط عذر ہے کہ اگر میلاد میں صرف اجتماع، کھانا اور ذکر واذکار ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور یہ کہ

اس کے ساتھ بعض محرمات کے ارتکاب سے بذات خود وہ چیز حرام نہیں ہو جائے گی، کیونکہ ہمارا یہ کہنا ہے کہ: آپ نے خود اس بات کا اعتراف کرلیا کہ یہ بدعت ہے، اور عام طور پر اس میں بہت سارے منکرات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اور یہ بہت ساری برائیوں تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، اور ایسی میلادوں کا وجود جن میں کھانے اور ذکر کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا ہے، سرخ گندھک سے بھی زیادہ نادر ہے۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ برائی کے ذرائع کو بند کرنا، اور ناجائز امور تک پہنچانے والے تمام وسائل کی بیخ کنی کرنا شریعت کا بنیادی مشن ہے جو جمہور علما کے نزدیک واجب ہے، اور اگر آپ کے دل میں ذرہ برابر بھی انصاف ہے تو اس حقیقت کا انکار نہیں کریں گے۔

جب آپ کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ اہل بیت اور ان کے متبعین میں سے کسی نے بھی میلاد کو جائز نہیں کہا ہے، اور اگر آپ ان کے علاوہ دوسروں کا قول جاننا چاہتے ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ: ہم نے آپ پر یہ بات ثابت کردی ہے کہ اس کے بدعت ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بادشاہوں اور حکام وقت کا کسی بدعت کو مضبوطی بخشنے یا اسے ختم کرنے میں بہت بڑا رول ہوتا ہے، اور چونکہ اس بدعت کو ایجاد کرنے والا خود بادشاہ تھا، اور ابن دحیہ نے "التنویر فی مولد البشیر النذیر" نامی کتاب تالیف کرکے ان کو مزید مضبوطی بخشی، (اس لیے یہ کافی مقبول ہوگئی)، حالانکہ ابن دحیہ علم الروایات کا وسیع علم رکھنے کے باوجود اس پر کوئی واضح دلیل پیش نہیں کرسکا۔۔۔"

ماخذ: "الفتح الربانی من فتاوی الامام الشوکانی" (۲/۱۰۸۷)

۴- ہندوستان کے مشہور عالم دین علامہ محدث ابو طیب شمس الحق عظیم آبادی، متوفی سنہ ۱۳۲۹ ہجری رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: "جس نے ہمارے دین کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تھا، تو وہ مردود ہے":

"نئی بدعتوں میں: ماہ ربیع الاول میں عید میلاد النبی منعقد کرنا بھی ہے، امام ابو عبد اللہ محمد جو کہ ابن الحاج کے نام سے مشہور ہیں، اپنی کتاب "المدخل" میں فرماتے ہیں: ان کی ایجاد کردہ ان من جملہ بدعات میں سے جن کے بارے میں ان کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ اہم ترین عبادت اور اسلامی شعار کا اظہار ہے: عید میلاد النبی کی وہ بدعت بھی ہے جسے وہ لوگ ماہ ربیع الاول میں مناتے ہیں، جو کہ مختلف قسم کی بدعات اور محرمات پر مشتمل ہے، پھر انہوں نے ان (بدعات و محرمات) کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: عید میلاد النبی ان تمام برائیوں پر مشتمل ہے، اور اگر اس میں یہ ساری برائیاں نہ پائی جائیں، اور اس میں صرف میلاد کی نیت سے کھانے کا انتظام ہو اور دوستوں کو اس میں بلایا جائے، اور وہ محفل مذکورہ بالا محرمات سے پاک ہو؛ تب بھی محض نیت کرنے کی وجہ سے وہ بدعت قرار پائے گی، کیونکہ یہ دین میں اضافہ ہے، اور سلف صالحین کا اس پر عمل نہیں تھا، اور یہ بات معلوم ہے کہ سلف صالحین کی اتباع اَولی -بلکہ واجب ہے- چہ جائے کہ ان کے عمل کے برخلاف کسی نیت کا اضافہ کیا جائے؛ کیونکہ وہ لوگ سب سے زیادہ نبی ﷺ کی سنتوں کی اتباع کرنے والے، نیز نبی ﷺ کی ذات اور آپ کی سنتوں

کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والے تھے، اور اس سلسلے میں انہیں سبقت لے جانے کا شرف حاصل ہے، ان تمام خصوصیات کے باوجود ان میں سے کسی کے بارے میں بھی نہیں آتا ہے کہ انہوں نے میلاد کی نیت کی تھی، اور جب ہم ان کے تابع ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز ہمیں معلوم ہو اور انہیں معلوم نہ ہو، اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ ان کی اتباع ہمارا مصدر و ماخذ ہے۔ انتہی۔۔۔ شیخ علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی کی اس باب میں ایک مستقل کتاب ہے جس کا نام ہے: "غاية الكلام في إبطال عمل المولد والقيام"، جو کہ اس باب میں بے نظیر کتاب ہے"۔

ماخذ: "التعلیق المغنی علی سنن الدار قطنی" (۵/۴۰۵-۴۰۶)

تیسرا مسئلہ: نصاری کے تہوار منانے کا حکم۔

۱- شیخ امام ابو عبد اللہ محمد بن محمد عبدری الفاسی مالکی، مشہور بہ ابن الحاج، متوفی سنہ ۷۳۷ ہجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فصل: اہل کتاب کے بعض تہواروں کے بارے میں:

اب ہم ان تہواروں پر گفتگو کریں گے جنہیں منانے کے بہت سارے مسلمان عادی ہو گیے ہیں، حالانکہ وہ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ یہ صرف اہل کتاب کے تہوار ہیں، پھر بھی موجودہ دور کے کچھ لوگ ان کے تہواروں میں ان کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، اور ان تہواروں کی تعظیم میں ان کے ساتھ شرکت کرتے ہیں، اے کاش یہ کام خواص کے بجائے صرف عوام کرتے!!، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ کچھ اہل علم بھی یہ کام اپنے گھروں میں انجام دیتے ہیں، اس کام میں ان کی مدد کر کے خوش ہوتے ہیں، اور اپنے گھر کے چھوٹے بڑے ماتحت افراد پر کھانے پینے اور کپڑے میں کشادگی کر کے بزعم خویش انہیں بھی خوشیاں منانے کا موقع فراہم کرتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو اس سے بھی بڑھ کر اہل کتاب کو ان کے تہواروں کے موقع پر تحفے تحائف بھی پیش کرتے ہیں، اور ان کے تہواروں کی ضروریات انہیں بھیجتے ہیں، جن کی مدد سے وہ اپنے کفر میں آگے بڑھتے ہیں۔۔۔ یہ سب کے سب شریعت کی مخالف چیزیں ہیں۔

۔۔۔ ابن قاسم کے نزدیک کسی مسلمان کا کسی نصرانی کو اس کے عید کے موقع پر بدلے کے طور پر تحفے تحائف دینا حرام ہے، اور اس چیز کو وہ اس کی عید کی تعظیم اور اس کے کفر کے مفاد میں تعاون سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ معلوم ہے کہ نصاری کے تہواروں کے موقع پر ان کی عید سے متعلق کوئی چیز جیسے گوشت، سالن، کپڑا وغیرہ بیچنا مسلمانوں کیلیے جائز نہیں ہے، اور نہ انہیں کوئی جانور ادھار دینا، یا ان کے دینی امور میں ان کا تعاون کرنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ چیزیں شرک کی تعظیم، اور کفر میں ان کی مدد کرنے کے زمرے میں آتی ہے۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کو ان چیزوں سے منع کریں۔ یہ امام مالک کا قول ہے، اور مجھے اس سلسلے میں کسی کے اختلاف کا علم نہیں ہے، انتہی۔

ان سے مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ اوپر اس کا ذکر گزرا، کیونکہ حدیث میں ہے کہ: "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے"، اس کا

مطلب یہ ہے کہ کفار کی تمام مخصوص چیزوں میں ان کی مشابہت سے مسلمانوں کو روکا جائے، خود نبی ﷺ اہل کتاب کی تمام حالتوں میں ان کی مشابہت کو ناپسند فرماتے تھے، یہاں تک کہ یہودیوں نے یہ کہہ دیا کہ: محمد تو ہمارے تمام معاملات میں مخالفت ہی کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ لوگ ان کی مشابہت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ کفر پر ان کا تعاون بھی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی سرکشی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، کیونکہ جب وہ لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ مسلمان ان کی موافقت کر رہے ہیں، یا ان کی مدد کر رہے ہیں یا موافقت و مدد دونوں کر رہے ہیں تو انہیں اپنے دین پر رشک ہوتا ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں۔۔۔

افسوس کہ یہ زہر عام مسلمانوں میں بھی سرایت کر چکا ہے، چنانچہ وہ اہل کتاب کے تہواروں کی تعظیم میں بے تکلف خرچ کرتے ہیں، اور کچھ تو ایسے بھی ہیں کہ اگر غریبی کی وجہ سے خرچ کرنے سے قاصر ہوتے ہیں تو اس کے بال بچے اسے قرض لینے پر مجبور کر دیتے ہیں تاکہ وہ خوشی منا سکیں۔

شروع شروع میں انہوں نے صرف اس دن مخصوص کھانے کا اہتمام کیا، پھر ان کی مشابہت میں نوروز منانا شروع کیا، پھر حالت یہ ہوگئی کہ اگر کسی نے اس میں شرکت نہیں کی تو اسے اپنے گھر والوں سے جھگڑا مول لینا پڑا، اس لیے گھر میں حسب استطاعت کم از کم جلیبی یا کوئی دوسری مٹھائی بنائی جانے لگی۔۔۔

اے کاش کہ یہ چیز صرف عام لوگوں تک ہی محدود رہتی، لیکن افسوس کی یہ بیماری بعض اہل علم کے اندر بھی سرایت کر چکی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس دن اسکولوں میں بالکل بھی پڑھائی نہیں ہوتی ہے، بلکہ بعض اسکولوں میں تو چھٹی ہی کر دی جاتی ہے، اور طلبہ خوب ادھم مچاتے ہیں، حتی کہ اگر کوئی استاد پڑھانے کیلیے آتا بھی ہے تو بچے ان پر ٹوٹ پڑتے ہیں، اور ان سے بدتمیزی سے پیش آتے ہیں۔۔۔"

ماخذ: ابن الحاج کی کتاب "المدخل" (۲/۴۶)

نصاری کے تہواروں میں شرکت اور ان میں ان کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم:

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال پوچھا گیا:

بعض مسلمان حضرات نصاری کے تہواروں میں شرکت کرتے ہیں، اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

تو انہوں نے یہ جواب دیا:

"کسی بھی مسلمان مرد و عورت کیلیے نصاری، یہود یا کافروں کے تہواروں میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اسے ترک کرنا واجب ہے؛ کیونکہ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہوتا ہے، نبی ﷺ نے ہمیں ان کی مشابہت اختیار کرنے اور ان کے اخلاق اپنانے سے منع فرمایا ہے، اس لیے مومن مرد و عورت کیلیے اس سے بچنا ضروری ہے۔

اسی طرح کسی مسلمان مرد یا عورت کیلیے اس سلسلے میں کوئی تعاون پیش کرنا بھی جائز نہیں ہے؛ کیونکہ یہ عیدیں شریعت اسلامیہ کی مخالف ہیں، اس لیے ان میں شرکت کرنا، ان کے ماننے والوں کا تعاون کرنا، یا کسی بھی چیز سے ان کی مدد کرنا جائز نہیں ہے، خواہ چائے، کافی یا برتن وغیرہ کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾

"اور نیکی و تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ اور زیادتی کے کاموں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو، اور اللہ سے ڈرو، یقینا اللہ تعالی سخت عذاب کا مالک ہے" (مائدہ: ۲)

لہذا کافروں کی عیدوں میں شرکت کرنا گناہ اور ظلم میں تعاون کرنے کے مترادف ہے"۔

ماخذ: ابن باز کی کتاب "مجموعہ فتاوی و مقالات" (۶/۴۰۵)

کفار کو کرسمس کی مبارکباد دینے کا حکم، اور اس سلسلے میں ان کے ساتھ ہمارا رویہ:

علامہ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے یہ سوال کیا گیا کہ:

کرسمس کے تہوار میں کافروں کو مبارکباد دینے کا کیا حکم ہے؟

تو انہوں نے یہ جواب دیا:

کفار کو کرسمس یا ان کے دیگر تہواروں کی مبارکباد دینا بالاتفاق حرام ہے، امام ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب "أحکام أہل الذمۃ" میں فرماتے ہیں: "کفر کے مخصوص شعار پر مبارکباد دینا بالاتفاق حرام ہے، جیسے ان کے تہوار یا روزے کی مبارکباد دینا، مثلا: یہ کہنا کہ آپ کا عید مبارک ہو، یا یہ عید آپ کو مبارک ہو وغیرہ۔ تو اگر اس طرح مبارکباد دینے والا کفر سے محفوظ بھی رہے تب بھی حرام کا تو مرتکب ہو ہی جاتا ہے، کیونکہ یہ کسی کو صلیب کا سجدہ کرنے پر مبارکباد دینے کے مترادف ہے، بلکہ یہ چیز اللہ کے نزدیک کسی کو شراب پینے، قتل کرنے یا زنا کرنے پر مبارکباد دینے سے زیادہ گناہ اور ناراضگی کا باعث ہے۔ بہت سارے ایسے لوگ جن کے نزدیک دین کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے وہ اس کے مرتکب ہو جاتے ہیں، اور اپنے فعل کی قباحت سے ناواقف ہوتے ہیں، لہذا یہ بات جان لیں کہ جس نے کسی کو کسی گناہ، یا بدعت یا کفر پر مبارکباد دی تو اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالی کی ناراضگی کا مستحق بنایا"۔ انتہی۔۔

انہیں اس کی مبارکباد دینا حرام ہے،۔۔۔ اور اگر وہ ہمیں اپنے تہوار کی مبارکباد دیں تو ہم ان کا جواب نہیں دیں گے،۔۔۔ اس مناسبت سے کسی مسلمان کا ان کو جواب دینا حرام ہے۔

اسی طرح مسلمانوں پر کفار سے مشابہت حرام ہے؛ جیسے اس مناسبت سے محفل

منعقد کرنا، تحفے تحائف کا تبادلہ، مٹھائی تقسیم کرنا، دیگ پکوانا، یا کام سے چھٹی کرنا وغیرہ، کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے"۔ (اس کی تخریج اوپر گزر چکی ہے)

اگر کوئی شخص ان چیزوں میں سے کوئی کام کرتا ہے تو وہ گنہ گار ہوگا، چاہے وہ یہ کام دلجوئی کیلیے کرے، یا محبت یا حیا یا کسی اور وجہ سے انجام دے؛ کیونکہ ایسا کرنا دین میں مصالحت کرنے کے مترادف ہے، اور اس سے کفار کو اپنے دین پر تقویت اور فخر کرنے کا موقع ملتا ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین کے ساتھ غالب کرے، انہیں اس پر ثابت قدمی عطا فرمائے، اور انہیں دشمن پر غالب فرمائے، یقیناً وہ طاقتور اور غالب ہے۔

ماخذ: "مجموعہ فتاوی ورسائل شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ" (۳/۴۴)

❀ ❀ ❀

مسلمان بھائی / بہن:

اس پمفلٹ کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا عمل بصیرت اور اللہ کی روشنی کے مطابق ہو، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴾ "اور اگر وہ لوگ وہی کرتے جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے، تو ان کے لیے زیادہ بہتر اور انہیں دین پر ثابت قدم رکھنے کیلیے زیادہ مؤثر ہوتا۔" (نساء: ٦٦)، دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴾ "پھر ہم نے آپ کو دین کی ڈگر پر ڈال دیا، پس آپ اسی پر چلتے رہیے، اور نادانوں کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیے۔" (جاثیہ: ١٨)، نیز فرمایا: ﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۚ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١١٢﴾ ﴾ "پس آپ کو جیسا حکم دیا گیا ہے، راہ حق پر قائم رہیے اور وہ لوگ بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کیا ہے، اور تم لوگ اللہ سے سرکشی نہ کرو، وہ بے شک تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔" (ہود: ١١٢)، میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی ان شاء اللہ ان لوگوں میں سے ہوں گے، جن کے اندر وہ تمام صفات پائی جاتی ہیں، جن سے انسان کو ہدایت اور دونوں جہان کی کامیابی نصیب ہوتی ہے، اور ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ آپ بھی نجات پانے والے سفینہ کے مخلص سواروں میں ہوں گے، جن کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ﴾ "اے ایمان والو! جب اللہ اور اس کے رسول تمہیں ایسے کام کی طرف بلائیں جو تمہارے لیے زندگی کے مترادف ہو تو ان کی پکار پر لبیک کہو۔" (انفال: ٢٤)۔

یہ کتابچہ مکمل ہوا – الحمدللہ – ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اسے قبول فرمائے، اللہ کی رضامندی اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنائے، اور شرف قبولیت سے نوازے، آمین۔

درود و سلام نازل ہو ہمارے نبی محمد ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر